شذرات

استنبول میں پاکستان، ایران اور ترکی کے سربراہوں کی کانفرنس میں ان تینوں اسلامی ملکوں کو ایک دوسرے سے زیادہ قریب لانے کے جو تاریخی فیصلے کئے گئے ہیں، وہ بین الاقوامی سیاسی لحاظ سے تو اہم ہیں ہی، لیکن ان کی ایک بہت بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ مملکتِ پاکستان جن تصورات اور عوامل کے تحت معرضِ وجود میں آئی۔ اور جس نصب العین کے لئے آج وہ قائم و دائم ہے، استنبول کی کانفرنس کی یہ تاریخی فیصلے ان کا قدرتی نتیجہ اور انہیں عملی شکل دینے کی ایک مثبت اور موثر کوشش ہے پاکستان نہ صرف نظریاتی لحاظ سے، بلکہ جغرافیائی اعتبار سے بھی ایک اسلامی ملک ہے، اور اس کی یہ دونوں حیثیتیں اس امر کی مقتضی ہیں کہ وہ عملاً و معناً اسلامی بنے، اور اسلامی دنیا سے، جس کا وہ جغرافیائی لحاظ سے ایک حصہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ قریب ہو۔ پاکستان کی تاریخ، اس کے جغرافیہ اور وہ نظریاتی منزل جس کی طرف اسے جانا ہے، ان سب کا یہی اقتضاء ہے کہ پاکستان اسلامی دنیا میں اپنا مقام پیدا کرے اور اس کو زیادہ سے زیادہ محکم اور بااثر بنائے۔

اسلامی دنیا میں، جس کا کہ پاکستان ظاہر ہے اپنے جغرافیائی محل وقوع کی بنا پر ایک جزو لاینفک ہے، اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے پاکستان کو لازماً دو چیزیں کرنا ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ وہ عملاً و معناً اسلامی بنے، اور دوسرا یہ کہ "قومی" بننا ہوگا۔ جہاں تک پاکستان کے اسلامی بننے کا تعلق ہے اس کے متعلق تو دو رائیں ہو نہیں سکتیں، پاکستان کی نظری اساس ہی خود اسلامیت ہے اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمان عوام کا یہی جذبہ اسلامیت تھا، جو اسے تصور سے وجود میں لانے کا محرک بنا۔ لیکن موجودہ حالات میں ہمیں اس اسلامیت کو نئے معنی دینا ہوں گے، اور اس سلسلے میں جزو کو کل پر نہیں بلکہ کل کو جزو پر مقدم کرنا ہوگا۔ آج اسلامیت کو نہ صرف پاکستان کے اندر

بلکہ پوری دنیائے اسلام میں تمام مسلمانوں کو ذہنی طور پر باہم قریب کرنے بلکہ انہیں متحد کرنے کا فریضہ سرانجام دینا ہے، اسے ملّی تاریخ کی پچھلی رنجشوں اور موجودہ فرقہ وارانہ اختلافات سے بلند ہو کر ان عمومی اور بنیادی ہمہ گیر اصولوں کو اپنانا ہے۔ جو اسلام جیسے عالمگیر اور ابدی دین کے لوازم ہیں۔ اسلامیت کو آج بنانے ہفتاد و دو ملت نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں کی وحدت فکری و عملی کی اساس بننا ہے۔ اور اسی طرح اور صرف اسی طرح وہ اس تاریخی کردار کو پورا کر سکے گی جس کی تین اسلامی ملکوں کے سربراہوں نے اپنے اجتماعِ استنبول میں توقع کی ہے۔

عملاً و معناً اسلامی بننے کے ساتھ ساتھ پاکستان کو "قومی" بھی بننا ہوگا واقعہ یہ ہے کہ آج اسلامی دنیا کی عظیم وحدت کی عمارت مسلمان ملکوں کی قومی وحدتوں ہی کے سہارے پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ ایران، ترکی، عرب ممالک، انڈونیشیا اور دوسرے اسلامی ملکوں میں قومیت ان کی سیاست میں ایک حقیقت واقعی کی شکل اختیار کر چکی ہے، اور یہ سب ملک جس قدر اپنے اسلامی ہونے پر زور دیتے ہیں، اسی قدر انہیں اپنی قومی وحدتوں پر بھی اصرار ہے۔ پاکستان اسلامی کے ساتھ ساتھ "قومی" بن کر اور پاکستانی قومیت کو زیادہ سے زیادہ تقویت دے کر ہی اسلامی دنیا میں اپنا وہ کردار ادا کر سکتا ہے، جس کی دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے اس سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے۔ اب پاکستان معاشی و صنعتی لحاظ سے جتنا ترقی کرے گا، اتنی ہی اس کی سیاسی اہمیت بڑھے گی، اور اس کا قومی وقار بلند ہوگا۔ اور پاکستانی بحیثیت ایک مسلمان قوم کے دوسری مسلمان قوموں کے ساتھ مل کر وہ مقصد حاصل کر سکیں گے۔ جو ہر مسلمان کے لئے ایک عقیدے کی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکستان بیک وقت ایک اسلامی و قومی مملکت ہو، جہاں خود پاکستان کے استحکام و ترقی کے لئے بھی یہ ضروری ہے، وہاں مسلمان ملکوں کے متوقع اتحاد میں بھی وہ صرف اسی صورت میں موثر ہو سکتا ہے۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا، آج سے پینتیس چالیس سال پہلے علامہ اقبال مرحوم نے دنیائے اسلام کے مستقبل کے متعلق بعینہ انہی خطوط کی نشان دہی کی تھی۔ اپنے انگریزی خطبے میں جس کا موضوع "الاجتہاد فی الاسلام" ہے، علامہ مرحوم نے ترکوں کی تنسیخِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:— "بحالت موجودہ تو یہ

معلوم ہوتا ہے کہ "امم اسلامیہ میں ہر ایک کو اپنی ذات میں ڈوب جانا چاہیئے۔ انہیں چاہیئے اپنی ساری توجہ اپنے آپ پر مرتکز کر دیں، حتیٰ کہ ان سب میں اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ باہم مل کر اسلامی جمہوریتوں کی ایک برادری کی شکل اختیار کر لیں"۔ اس ضمن میں انہوں نے حزب وطن کے ترک زعماء کی اس رائے سے بھی اتفاق کیا تھا کہ عالم اسلامی کے حقیقی اور موثر اتحاد کا ظہور اس طرح ہوگا کہ آزاد اور خود مختار و حدتوں کی کثرت کو ایک مشترک روحانی نصب العین کے تحت توافق و تطابق میں بدل دیا جائے۔

استنبول کانفرنس سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کا یہ خواب اب حقیقت بن رہا ہے۔

یہ "پلاننگ" اور منصوبہ بندی کا دور ہے۔ اور کم ترقی یافتہ ملکوں کو اس کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے سارے وسائل کو منظم کر کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مجموعی قومی ترقی کے لئے بروئے کار لا سکیں ہم قومی معیشت میں منصوبہ بندی کے اصول کو فعلاً اپنا چکے ہیں، لیکن آج معیشت کے دائرے میں قومی زندگی کے اکثر و بیشتر دوسرے شعبے بھی آتے ہیں کہ وہ یا تو قومی معیشت سے متاثر ہوتے ہیں، یا وہ قومی معیشت کو متاثر کرتے ہیں۔ ان میں سیاسیات تعلیم، ثقافت، عمرانیات اور مذہب وغیرہ سب شامل ہیں۔

آج ایک قومی اسلامی حکومت اپنے مسلمان عوام کی مذہبی زندگی اور اس کی جملہ سرگرمیوں سے کلیتہً صرفِ نظر نہیں کر سکتی، اور پھر خاص طور سے اس منصوبہ بندی کے دور میں۔ فی الحال اور نہیں تو کم سے کم عربی و دینی درس گاہوں کو کسی ایک نظام کے تحت لانے کی طرف تو فوری توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ ہماری قومی زندگی کا ایک اہم شعبہ ہے جس میں اس وقت کوئی ترتیب و تنظیم نہیں، اور اس کی سرگرمیاں جتنی مفید اور نتیجہ خیز ہونی چاہئیں، نہیں ہو رہیں۔ یہ ایک قومی و ملی زیاں ہے، جس کا تدارک ضروری ہے۔